یداللہ علی الجماعۃ ۔ ترمذی

لا جماعۃ الا بامارۃ ۔ دارمی

بانی مجتہد العصر مفتی دوراں حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑیؒ

بیاد سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ

جماعت اہلحدیث کی خصوصی ترجمان

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

مدیر مسئول: حافظ محمد جاوید روپڑی

نگرانِ اعلیٰ: عارف سلمان روپڑی

جلد 54 | جمعۃ المبارک | 20 جمادی الثانی 1431ھ 4 تا 10 جون 10ء | شمارہ 22

فون 7656730 فیکس 7659847

مولانا ادریس ہاشمی بھی داغ مفارقت دے گئے

جماعت غرباء اہلحدیث صوبہ پنجاب کے امیر مولانا ادریس ہاشمی گذشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم بہت بڑے عالم دین، فقہی مسائل پر گہری نظر رکھنے والے اور ساری زندگی انہوں نے توحید و سنت کی اشاعت کے اس میدان میں ہر مشکل اور آزمائش کا بڑی خندہ پیشانی سے مقابلہ کرتے۔ مرحوم نے دینی اداروں کے قیام کے ساتھ ساتھ لوگوں کو صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کرنے کے لیے مجلہ 'پندرہ روزہ صدائے ہوش' کا اجرا کیا اور اس میں لوگوں کو روزمرہ زندگی میں پیش آمدہ مسائل بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرما کر عوام کی الجھنوں اور مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کرتے۔ مرحوم بڑے سادہ مزاج اور قناعت پسند انسان تھے۔ پہلی دفعہ دیکھنے سے انسان کو یقین نہ آتا کہ یہ مولانا ہاشمی ہیں یا عام انسان۔ لیکن علمی بلندیوں پر فائز ہونے کے باوجود زہد، تقویٰ اور عاجزی کا کبھی دامن نہ چھوڑنے والی شخصیت تھے۔ ان کے قائم کردہ تعلیمی ادارے اور مجلہ اور دیگر رفاہی کام ان کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔

نماز جنازہ جماعت غرباء اہلحدیث کے بزرگ عالم دین حافظ محمد مدنی، ناظم اعلیٰ جامعہ ستاریہ، کراچی نے پڑھائی۔ جماعت اہلحدیث کی طرف سے حافظ عبدالوہاب روپڑی، حافظ عابد سلیمان روپڑی، میاں محمد رفیق نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ میاں محمد جمیل ایم اے، پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی، حافظ احمد اللہ حامد، رانا نصر اللہ، رانا شفیق پسروری، مولانا محمد سرور، مولانا محمد اسحاق بھٹی، حافظ محمد طیب شاہدرہ، مولانا محمد یحییٰ عزیز ڈاھروی، قاری عبدالمتین اصغر کے علاوہ تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت فرما کر مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی۔ ادارہ مرحوم کے لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس www.jaamia.info

درس حدیث

حافظ عمران ظہور

اصل بہادری تو یہ ہے!

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال لیس الشدید بالصرعة انما الشدید الذی یملک نفسہ عند الغضب ۔ [رواہ البخاری ج ۲ ص ۹۰۳]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’بہادر وہ نہیں جو کشتی میں غالب آجائے (بلکہ) بہادر وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔‘‘

نبی اکرم ﷺ کے اس پیارے فرمانِ عالیشان میں ایک انتہائی اہم چیز پر توجہ دلائی گئی ہے۔ ایک ایسے پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ اگر اس پہلو کو سلجھایا جائے تو انسانی زندگی کے تمام معاشرتی پہلوؤں کی اصلاح ممکن ہے۔ اگر صحیح معنوں سے اس حدیث کے الفاظ اور معانی پر تفکر و تدبر کیا جائے اور پھر اس کے مطابق عمل کیا جائے تو اسلامی دنیا میں امن و امان قائم ہونے کی ایک صورت بن سکتی ہے۔

غصہ انسانی طبیعت کے لیے ایک مضر چیز ہے۔ غصہ کے وقت اکثر انسان کا دماغ ماؤف ہو جاتا ہے۔ دنیا میں حقوق العباد کے لحاظ سے جتنے بھی جرائم سرزد ہوتے ہیں اکثر ان کے پیچھے ’غصہ‘ کا کردار مرکزی حیثیت کا حامل ہوتا ہے۔ غصہ کی وجہ سے گالیاں بکی جاتی ہیں، غصہ کے سبب ہی قطع تعلقیاں ہوتی ہیں، غصہ کے باعث ہی جنگ و جدال اور حرب و قتال ہوتی ہیں، غصہ کی ہی وجہ سے انسان حدود اللہ کو بھی پھلانگ جاتا ہے۔

اسی وجہ سے اسلام نے غصہ پر کنٹرول کرنے کی تلقین کی ہے اور فرمایا کہ اصل بہادری کشتی کے میدان میں مخالف کو گرا دینا نہیں بلکہ اصل بہادری غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھ کر غصے کو شکست دینا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مثالی مسلمان کے خصائص میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے:

والکاظمین الغیظ ۔ [آل عمران] ’’اور وہ غصے کو پی جانے والے ہیں۔‘‘

اور واذا ما غضبوا ھم یغفرون ۔ [الشوریٰ] ’جب ان کو غصہ آجائے تو وہ بخش دیا کرتے ہیں‘

ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اس حدیث مبارکہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے آپ کو غصہ پر کنٹرول کرنے کا عادی بنائیں تاکہ ہم بھی مثالی مسلمانوں کی صف میں شامل ہوسکیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے آمین

اللھم صل وسلم علی نبینا محمد والہ وصحبہ تسلیماً کثیراً ۔

☆............☆............☆

تنظیم اہلحدیث لاہور
ہفت روزہ

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 54 ☆ شمارہ 22
20 جمادی الثانی ☆ 1431ھ
4 جون ☆ 2010ء
C.P.L - 104

فون: 7670968 / 7656730 فیکس: 7659847

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر : پروفیسر ڈاکٹر مزمل احسن شیخ
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
نائب مدیر انتظامی: مولانا محمد جابر حسین
معاون مدیر : مولانا عبداللطیف حلیم
منیجر : شہادت طور
0300-4583187
کمپوزنگ/ڈیزائننگ : وقار عظیم بھٹی
0301-4002662

فہرست

اداریہ	3
الاستفتاء	5
تفسیر سورۃ آل عمران	8
جمعہ کس لیے؟	11
گیارہویں شریف کی حقیقت	14
تبصرہ کتاب	19

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

زرتعاون

فی پرچہ - 7 روپے
سالانہ - 300 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

عبداللطیف حلیم

سید ولد آدم کے خاکے کیوں؟

صاحب القرآن، ہادیٔ امت، محسنِ انسانیت، اولادِ آدم کے سردار، رسول اللہ ﷺ، خاتم النبیین ﷺ کی شخصیت کو اللہ رب العزت نے ایسے بہت سے فضائل اور اوصاف سے اپنے دیگر انبیاء سے ممتاز فرمایا۔ کوئی یہودی اور عیسائی اس وقت تک جنت میں نہیں جا سکتا جب تک آپ کی اطاعت و فرمانبرداری نہ کرے، حتی کہ صاحب تورات بھی اگر آپ کی زندگی طیبہ میں ہوتے انہیں بھی آپ کی ہی اطاعت کے علاوہ چارہ کار نہ ہوتا۔ صلہ رحمی، محتاجوں کی خبر گیری، مساکین اور بیواؤں پر خرچ، مہمان نوازی اور حق کی اعانت زمانہ نبوت سے پہلے ان کے اوصاف حمیدہ تھے۔ 25 سال کی عمر میں عرب کی نیک اور مالدار خاتون سے نکاح کے وقت ابوطالب نے خطبہ پڑھنے کے بعد اہل قریش سے مخاطب ہو کر کہا: مقام و مرتبے، طہارت و پاکیزگی، عظمت و شرافت میں میرے بھتیجے سے بڑھ کر اگر کوئی نوجوان تمہارے اندر ہو تو پیش کرو، ننگ و عار کا دور تھا لیکن سب خاموش تھے۔ معترف تھے کہ قریش چھوڑ کر عرب میں ایسا نوجوان نہیں، جیسا محمد (ﷺ) ہیں۔ نبوت عطا ہونے کے بعد تمام اوصاف اور فضائل اللہ کی طرف سے انہیں ملے۔ ان کی ہستی پاک کو قیامت تک کے لیے تمام انسانوں کے لیے اسوۂ حسنہ قرار دیا گیا۔ خلق عظیم کا مالک انہیں قرار دیا گیا۔ عزیز علیہ ماعنتم، (درد و غم کسی کو پہنچتا تکلیف رسول معظم ﷺ کو ہوتی)، حریص علیکم (لوگوں کو آسانیاں اور فوائد پہنچانے کے حامی) ان کی ہدایت و راہنمائی کے مکمل خیر خواہ، ایمانداروں پر رؤوف ورحیم۔ ہر وقت اللہ کا ذکر کرنے والے، اللہ کی توحید پہنچانے پر مکمل ذمہ داری، اللہ کے دین کی تبلیغ عین اللہ کی منشاء کے مطابق اور حجۃ الوداع کے موقع پر تمام صحابہ سے پوچھا ھل بلغت؟ صحابہ کا جواب بلغت وادیت ونصحت، اللہ کے رسول! آپ نے خیر خواہی کا مکمل خیال رکھتے ہوئے دین پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔

اللہ رب العزت نے انہیں لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر کا اعزاز دیا۔ پھر بھی راتوں کو اٹھتے تہجد پڑھتے اور اتنا لمبا قیام کرتے کہ بقول ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، تتفطر قدماہ، آپ کے قدم مبارک پھٹ جاتے اور کبھی نقشہ یوں ہوتا ایک ہی رکعت میں سورۂ بقرہ، سورۂ نساء اور سورۂ آل عمران پڑھ ڈالتے۔ پھر رکوع بھی تقریباً اس قیام کی طرح قومہ بھی رکوع کی طرح اور سجدہ بھی قومہ کی طرح اور رکوع وسجود میں 70، 70 تسبیحات پڑھ کر اللہ کو راضی کرنے اور عبداً شکورا کی جھلک پیش کرتے۔ فرض نماز کی ادائیگی میں کبھی ان الصلوۃ کانت علی

المومنین کنا ہا موقوتا سے آگے پیچھے نہ ہوئے، روزے رکھتے تو رکھتے ہی جاتے، رمضان کے علاوہ شعبان میں بہت زیادہ، پھر ایام بیض، یوم عاشورا، 9 ذوالحجہ، شوال کے چھ، ہر جمعرات اور سوموار کا روزہ رکھتے کہ اللہ کے ہاں عمل پیش ہو تو حالت روزہ میں ہو۔

یہودیوں (امریکہ، ناروے، ڈنمارک، سویڈن) یا جس نے بھی رسول کریم ﷺ کے خاکے بنائے، فیس بک یا کسی اور چیز پر اس سے اللہ کے پیغمبر کی شان میں کمی واقع نہیں ہوئی بلکہ گستاخی کرنے والوں کا خبث باطن ظاہر ہوا اور مسلمانوں کی غیرت کا امتحان ہوا۔ اہل اسلام کو ان بدمعاشوں سے بائیکاٹ کر دینا چاہیے۔ ان کی مصنوعات کا استعمال روک دینا چاہیے۔ اسی لیے اللہ رب العزت نے یہود و نصاریٰ سے دوستی سے منع فرمایا کہ وہ ہمارے دین کو مذاق کرتے ہیں۔ دراصل ان لوگوں کے دل حسد سے بھرے ہوئے ہیں اور وہ اللہ کے آخری پیغمبر کی شان میں گستاخی کے مرتکب بھی حسد کی وجہ سے ہوئے اور اس گستاخی کی سزا صرف اور صرف قتل ہے۔

خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ نے تو ایسی زندگی بسر کی جس کی مثال نہیں ملتی، ان سے پہلے اللہ نے کوئی ایسا پیدا کیا اور نہ قیامت تک پیدا کرے گا۔ جو انفاق فی سبیل اللہ میں ذرہ بھر کمی نہ کرے۔ آپ سے کسی بھی چیز کا سوال کیا گیا تو آپ نے کبھی 'لا' نہیں کہا۔ آپ کے اہل خانہ کئی کئی راتیں ایسے بسر کرتے ہیں کہ کھانے کے لیے کچھ نہ ہوتا سوائے پانی اور کھجور کے۔ باجود اس کے آپ کی سخاوت بہت مشہور تھی۔ ایک دفعہ کسی شخص نے آپ کی سخاوت آزمانے کے لیے دو پہاڑوں کے درمیان پھیلی ہوئی بہت زیادہ بکریوں کا سوال کر دیا تو آپ نے ساری اسے دے دیں، اس نے اپنے قبیلہ میں جا کر یہ کہا:

اسلموا واللہ ان محمدا لیعطی مایخاف الفقر.

اے لوگو! اسلام قبول کر لو اللہ کی قسم محمد (ﷺ) ایسے مال خرچ کرتے ہیں کہ انہیں محتاج کا کوئی ڈر نہیں۔ یہاں تک فرمایا: اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا بھی ہو تو میں اسے تین دن سے پہلے پہلے خرچ کر دوں سوائے اس کے جو میں قرض کے لیے روک لوں، جسے محتاجوں کی خبر گیری ایسے یاد رہتی کہ ایک دفعہ نماز کے فوراً بعد گھر تشریف لے گئے، واپس آ کر فرمایا، سونے کی ایک ڈلی گھر میں پڑی تھی۔ میں نے سوچا کہیں اسے تقسیم کرنے سے پہلے میری موت واقع نہ ہو جائے اور جب خیبر میں زمین ملی تو اس میں سے سال کا خرچ نکال کر باقی تمام فی سبیل اللہ خرچ کر ڈالتے۔

یہود کو آپ کے خاکے ویب سائٹ پر دیتے ہوئے شرم نہ آئی کہ آپ کے زہد و قناعت کا یہ عالم تھا، فوت ہونے کے وقت آپ کے گھر میں سوائے تھوڑے سے جو کے کچھ نہیں تھا اور غالباً وہ جو بھی آپ نے ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ گروی رکھ کر اس سے حاصل کیے تھے۔ آپ نے کبھی دولت جمع نہیں کی بلکہ وللاخرۃ خیر وابقی کی مکمل تصویر تھے اور ہمیشہ آخرت کو ترجیح دیتے، ظالموں کو آپ کے خاکے بناتے وقت حیا آنا چاہیے تھا کہ ایک دفعہ آپ کی لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چکی پینے کی وجہ سے ہاتھوں کے چھالے اپنے ابو کو دکھائے اور عرض کی، ابا حضور کوئی غلام یا لونڈی ہمیں بھی عنایت فرمادیں۔ آپ اگر چاہتے تو خاتون جنت کو ایک نہیں بیسیوں غلام عنایت فرمادیتے۔ لیکن آپ نے انہیں بھی وللاخرۃ خیر وابقی کا درس دیا۔ فرمایا: اگر تم سونے سے قبل 33 مرتبہ سبحان اللہ، 33 مرتبہ الحمد للہ، 34 مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو، یہ غلام اور لونڈی سے کہیں بڑھ کر ہے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ کے جسم اطہر پر لیٹنے کی وجہ سے نشان پڑ گئے تھے، عرض کی یا رسول اللہ! قیصر و کسریٰ تو دنیا کی دولت کے مزے لوٹیں اور آپ اس حالت میں ہیں تو آپ نے فرمایا: اما ترضی ان تکون لھم الدنیا ولنا الاخرۃ. وہ دنیا میں مزے لوٹیں اللہ ہمیں جنت کے مزے لٹائے گا۔

گستاخان رسول کو شرم نہیں آئی کہ جس پیغمبر نے یوسف علیہ السلام کو اکرم الناس قرار دیا، موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت کا برملا اظہار کیا۔ تمام انبیاء کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیا۔ دراصل آخری رسول کی گستاخی کرنے والا تمام رسولوں کی گستاخی کرتا ہے۔ یہود و نصاریٰ کے ناپاک گروہ سے ہمارا سوال ہے کہ تم نے سید ولد آدم کے خاکے شائع کیوں کیے؟ جن کے اوصاف حمیدہ ایسے کہ سابقہ انبیاء میں وہ اوصاف موجود نہیں۔ آخر تم نے آخری رسول کا ہی انتخاب کیوں کیا؟ اسلام اور انبیاء کے دشمنو سن لو! اللہ کے آخری پیغمبر نے گستاخ رسول کا خون رائیگاں قرار دیا۔ آپ کی ہجو گانے والی دو مغنیات کے بارے فرمایا: اگر وہ بیت اللہ کا غلاف بھی پکڑے ہوئے نظر آئیں، انہیں قتل کر دو۔ اے گستاخان رسول! ہم تم سے براءت اور نفرت کا برملا اظہار کرتے ہیں اگر تم ہمارے نرغے میں آ گئے تو ہم تمہیں انجام تک پہنچا کر دم لیں گے۔

☆..........☆..........☆

الاستفتاء

مفتی عبید اللہ خاں عفیف

العقیدۃ الصحیحۃ اھلحدیث

(قسط نمبر:2)

التحریف:

جس طرح ہم صفات رب العالمین میں کسی قسم کی تاویل کے قائل نہیں۔ اسی طرح ہم سلف صالحین کے منہج کے مطابق کسی تحریف کے بھی قائل نہیں۔

التحریف، کی تعریف:

اہل علم التحریف کی تعریف میں لکھتے ہیں: یہ حرف الکلام سے ماخوذ ہے جس کا معنی کلام کو بگاڑ دینا۔ کسی کلام کا مطلب بدل دینا۔

اس کی دو قسمیں ہیں۔

ا۔ تحریف لفظی: یہ ہے کہ لفظ کو تبدیل کر دینا یعنی اس میں کسی لفظ کا اضافہ کر دینا۔ جیسے قرآن مجید میں جَآءَ رَبُّکَ میں جَآءَ کے بعد لفظ امر کا اضافہ کر کے جَآءَ اَمْرُ رَبُّکَ پڑھنا اور اسی طرح ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ میں لفظ استویٰ میں حرف لام کا اضافہ کر کے اِسْتَوْلٰی بنا دیا۔ یعنی یہ ہوگا اللہ عرش پر مستوی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ عرش پر غالب اور مالک ہے اور اسرائیلیوں کی روش پر چلتے ہوئے لفظ حِطَّۃ میں نون کو بڑھا کر حنطۃ میں بدل دینا جس کا معنی یہ ہے کہ ہمیں مغفرت نہیں گندم چاہیے۔

۲۔ تحریف معنوی: یہ ہے کہ لفظ کو جوں کا توں بحال رکھتے ہوئے اس کے اصلی معنی کو بدل دینا۔ جیسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفت اَلْیَدُ کا معنی ہاتھ کے بجائے نعمت اور قدرت یا رحمت مراد لینا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفت الغضب کا معنی ارادہ انتقام مراد لینا۔

امام ابن قیم تحریف لفظی کے رد میں اپنے قصیدہ نونیہ میں فرماتے ہیں:

اُمِرَ الْیَھُوْدُ بِاَنْ یَقُوْلُوْا حِطَّۃٌ. فَاَبَوْا وَقَالُوْا حِنْطَۃٌ لِھَوَانِ.

کہ اللہ کی طرف سے یہود کو حکم تھا کہ وہ شہر میں داخل ہوتے ہوئے حِطَّۃٌ (بخش دے) پکاریں مگر انہوں نے اپنی کمینگی سے حِطَّۃٌ کو حِنْطَۃٌ (گندم) کے ساتھ بدل دیا۔

وکذالک الجھمی قیل لہ استوی۔ فابی وزاد الحرف للنکران.

اسی طرح جہمیوں نے لفظ استویٰ میں ایک حرف لام زائد کر کے استولیٰ بنا ڈالا۔

نون الیھود ولام الجھمی ھما. فی وحی رب العرش زائدتان

جیسے یہودیوں نے حِطَّۃٌ میں نون کا اضافہ کیا تھا، اسی طرح جہمیوں کا لام (استویٰ) میں زائد ہے۔ یہ دونوں الفاظ قرآن مجید میں اضافہ ہیں۔

[الاسئلۃ والاجوبہ ص ۲۴]

جہمیوں کی دیکھا دیکھی حنفی حضرات بھی استویٰ علی العرش میں استویٰ بمعنی استویٰ ہی کے لیتے ہیں۔ باللعقول الطائشہ.

التعطیل:

سلف صالحین کے منہج کے مطابق ہم جس طرح تاویل اور تحریف کا انکار کرتے ہیں، ہم صفات الٰہیہ میں ہر قسم کی تعطیل کے بھی کے قائل نہیں۔

تعطیل کی لغوی تعریف:

التعطیل ماخوذ من العطل والتعطیل التفریغ والاخلآء وترک الشیی ضیاعا. [ترتیب القاموس ج ۳ ص ۲۵۴]

تعطیل کا مادہ العطل ہے اور تعطیل کا معنی فارغ کر دینا، خالی کر دینا اور کسی چیز کو ضائع کر دینے کی نیت سے ترک کر دینا۔

اصطلاحی تعریف:

معناہ نفی الصفات الالھیۃ وسلبھا عن اللہ. [الاسئلہ والاجوبۃ ص ۲۴]

تعطیل کا معنی صفات رب العالمین کی نفی کرنا اور ان صفات عالیہ سے اللہ تعالیٰ کو محروم کر دینے کے ہیں۔

یعنی صفات الٰہیہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات کے لائق نہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ کی ذات سے ان کا انکار کیا جائے۔ جہمیہ اور معتزلہ جیسے گمراہ فرقوں کا یہی مذہب ہے۔

تعطیل کی تین اقسام ہیں:

(۱) اولا: تعطیل اللہ من کمالہ المقدس وذالک بتعطیل اسمائہ وصفاتہ کتعطیل الجھمیۃ والمعتزلۃ.

ذات باری تعالیٰ کے کمال مقدس کا انکار کیا جائے، جیسے جہمیہ، معتزلہ اور ان کی راہ پر چلنے والے دوسرے گمراہ فرقوں نے اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ اور اس کی صفات عالیہ کی نفی کر کے اللہ تعالیٰ کو معطل قرار دیا ہے۔

(۲) ثانیاً: تعطیل معاملته بترک عبادته او عبادة غیره معه.

تعطیل کی دوسری قسم یہ ہے اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کی جائے یا اس کی عبادت کیساتھ غیر اللہ کی بھی عبادت کی جائے، جیسے بعض صوفیہ عبادت کے تارک ہیں اور جیسے بعض حضرات صلوٰۃ غوثیہ پڑھا کرتے ہیں، غیر اللہ کو پکارتے اور غیر اللہ سے استمداد کے قائل ہیں۔ جیسے یہ شعر

امداد کن امداد کن درین دنیا شاد کن — رنج و بلا آزاد کن یا شیخ عبدالقادر

(۳) تعطیل المصنوع من صانعه کتعطیل الفلاسفة الذین زعموا قدم هذه المخلوقات وانها تتصرف. بطبیعتها فهذا من ابطل الباطل اذ لا یمکن وجود ذات بدون صفات.
[الاسئله والاجوبة ص ۲۴]

خالق کائنات کی صفت خالقیت کا انکار کرنا جیسے فلاسفہ اللہ تعالیٰ کی صفت خالقیت کا انکار کرتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ زمانہ قدیم سے ہے اور اپنی طبع اور پرورش پر چل رہا ہے۔ اس کا کوئی خالق ہے اور نہ اس کو فناہ ہے اور یہ سب سے بڑا باطل عقیدہ ہے، کیونکہ بلا صفات کسی ذات کا وجود ہی ممکن نہیں۔ قرآن مجید نے اس باطل ترین عقیدہ کی پرزور تردید کی ہے۔

فائدہ:

معطلین یعنی صفات الٰہیہ کے منکرین کے پیشوا اور امام کا نام جہم بن صفوان ہے، اس ضال اور مضل شخص نے اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ اور صفات عالیہ کی نفی کا باطل عقیدہ جعد بن درہم سے لیا اور جعد بن درہم نے یہ ایمان سوز عقیدہ ابان بن سمعان سے اور ابان نے طالوت نامی یہودی سے، یہ عقیدہ لیا تھا۔ جو رسوائے زمانہ لبید بن اعصم کا بھانجا ہے، یہ لبید بن اعصم وہ بدبخت انسان ہے جس نے رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا تھا۔ اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ صفات الٰہیہ کی تعطیل کا باطل نظریہ یہودی عقیدہ سے ماخوذ ہے کیونکہ جہم کا استاد جعد اور جعد کا استاذ ابان بن سمعان اور ابان کا استاذ طالوت یہودی ہے اور طالوت رسوائے زمانہ لبید بن اعصم کا بھانجا ہے یہ وہ لبید بن اعصم ہے جس نے رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا تھا اور یہ تینوں یہودی ہیں، یہ باطل نظریہ دوسری صدی میں رائج ہوا۔ پہلی صدی جو خیر القرون کے نام سے معروف ہے، اس میں کوئی شخص بھی اس باطل عقیدہ کا قائل نہ تھا یعنی گرامی قدر سلف صالحین کے عہد سعادت معہد میں اس باطل نظریہ کا نام و نشان تک نہ تھا۔ دوسری صدی میں واصل بن عطاء اور عمرو بن عبید کی بدولت اس باطل نظریہ کو فروغ حاصل ہوا۔ یہ دونوں فرقہ ضالہ معتزلہ کے اولین بانی قرار پائے ہیں۔

جعد بن درہم کا انجام:

اس ضال اور مضل شخص کو خالد قسری نے قتل کر دیا۔ خالد نے عید قربان کے خطبہ کے آخر میں حاضرین کو کہا کہ اللہ کے بندو اپنی قربانیاں ذبح کرو اور میں اپنی قربانی ذبح کرتا ہوں اور جعد بن درہم کو سر عام عیدگاہ میں ذبح کر ڈالا۔ اس کے قتل پر سب نے سکھ کا سانس لیا۔

جہم بن صفوان کا انجام:

یہ شخص جہمیہ فرقہ کا بانی ہے یہ نہ صرف اپنے عقائد باطلہ کی تبلیغ کیساتھ سادہ لوح لوگوں کو گمراہ کرتا تھا بلکہ حکومت وقت کے خلاف باغیانہ کاروائیوں میں بھی حصہ لیتا تھا۔ یہ خراسانی الاصل اور بنی راسب کے موالی میں سے تھا۔ پہلے یہ شریح بن حارث کا کاتب تھا، پھر اس نے شریح سے مل کر نصر بن سیار کے خلاف خروج کیا۔ مسلم بن احوز مازنی بنی مروان کے آخری زمانہ میں اسے قتل کر دیا اور کسی ایک شخص نے اس کے حق میں احتجاج تک نہیں کیا۔

التکییف:

ہم جس طرح صفات الٰہیہ میں تاویل، تحریف اور تعطیل کو نہیں مانتے، اسی طرح ہم ان صفات میں تکییف کو بھی تسلیم نہیں کرتے، کیونکہ صفات الٰہیہ کی حقیقت اور کنہ کا ادراک کسی امتی انسان کے بس کا روگ نہیں۔

التکییف هو تعیین کنه الصفة یقال کیف الشیئ ای جعل له کیفیة معلومة. [الاسئله والاجوبه: ص ۲۵]

تکییف سے مراد صفت کی کنہ یعنی حقیقت اور اصلیت کی تعیین کرنا ہے، کیف الشیئ کا معنی شیئ کی خاص کیفیت معلوم کرنا۔ ہمارے سلف صالحین اس کے ہرگز قائل نہ تھے۔

امام وکیع بن جراح فرماتے ہیں:

نسلم هذه الاحادیث کما جاءت ولا نقول کیف کذا ولم کذا. [کتاب السنة ص ۲۶۷ ج ۱]

صفات رب العالمین والی احادیث کو جس اسلوب میں یہ وارد ہوئی ہیں ہم ان کو اسی اسلوب میں تسلیم کرتے ہیں، یہ نہیں کہتے کہ یہ کیسے ہیں اور کیوں ہیں؟

قاضی ابو یوسف فرماتے ہیں: لیس التوحید بالقیاس الم تسمع الی قول الله عزوجل فی الایات التی یصف بها نفسه انه عالم. قادر قوی مالک ولم یقل انی قادر عالم لعلة کذا اقدر لعلة کذا ولعلة کذا. [علاقة الاثبات والتفویض ۱۷]

ترجمہ تاویل کی بحث میں گزر چکا۔ اسی طرح امام ابوحنیفہؒ کا قول بھی لکھا جا چکا ہے۔ کما مر فی تردید التاویل.

قاضی ابو یوسف مزید فرماتے ہیں:

لایجوز القیاس فی التوحید ولا یعرف الا باسمائه ولا یوصف الا بصفاته وقد قال الله عزوجل فی کتابه (یاایها الناس اعبدوا ربکم والذین خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون) وقال (ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنهار والفلک التی تجری فی البحر...... الی قوله تعالی یعقلون. قال ابو یوسف: لم یقل الله انظر کیف انا العالم وکیف انا القادر وکیف انا الخالق ولکن قال انظر کیف خلقت ثم قال (خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰكُمْ) وقال (وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ) ای نعلم ان هذه الاشیاء لها رب یقلبها ویبدؤها ویعیدها. [الحجة فی بیان المحجة ق ۱۰ کذا فی علاقة الاثباتؒ والتفویض ص ۱۷]

اللہ تعالیٰ کی توحید میں قیاس جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی توحید کی معرفت اس کے اسماء حسنیٰ اور صفات الٰہیہ کو جوں کا توں ماننے پر بنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا فرمایا، تاکہ تم پرہیزگار بنو۔ دوسرے مقام پر فرمایا: بے شک زمین آسمان پیدا کرنے، رات اور دن کے اختلاف اور سمندر میں کشتیوں کے چل چلاؤ میں اللہ تعالیٰ کی ہستی پر کھلے دلائل ہیں۔

ابو یوسف فرماتے ہیں: کہ ان آیات میں اپنی صفت خالقیت کا ذکر فرمایا ہے مگر یہ نہیں فرمایا کہ دیکھو میں کیسے عالم ہوں اور میں کیسے خالق ہوں یعنی اپنی صفات کی کیفیت اور کنہ کا ذکر نہیں فرمایا۔

امام سفیان بن عیینہؒ جو امام بخاری کے استاذ اور صحیح بخاری کے مشہور راوی بھی ہیں، فرماتے ہیں: کل ما وصف الله تعالی من نفسه فی کتابه فتفسیره تلاوته والسکوت علیه. [کتاب الاسماء والصفات للبیهقی ج ۲ ص ۱۵۱]

اللہ عزوجل نے اپنے قرآن میں اپنے بارے میں جو بھی صفت بیان فرمائی ہے اس کی تفسیر بس تلاوت ہی ہے اور اس پر بلا چوں وچرا ایمان لانا ہے۔

ائمہ سلف صالحین کی مذکورہ بالا تصریحات اور دوٹوک بیانات سے ثابت ہوا کہ صفات الٰہیہ کے حق ہونے پر ایمان رکھنا واجب ہے مگر ان کی کنہ، کیفیت اور ماہیت میں غور وخوض ہرگز جائز نہیں، کیونکہ یہ غور وخوض طریقہ سلف صالحین اور ائمہ اہل حدیث کے طریق اور منہج کے سراسر خلاف ہے اور اس منہج سے کسی ایک امام کو بھی اختلاف نہ تھا کہ صفات الٰہیہ کو بلا کسی تاویل، تحریف، تعطیل اور تکییف کے اصل الفاظ اور معانی کے ساتھ قبول کیا جائے۔ ان کی کہنہ، تہ اور ٹوہ میں ٹاک ٹوئیاں نہ ماری جائیں۔ اذ لایعلم کیفیة ذاته وصفاته الا هو سبحانه.
یعنی اللہ تعالیٰ ہی اپنی ذات اور اپنی صفات کی کیفیت جانتا ہے، کسی غیر اللہ کو اس بارے میں کچھ بھی علم نہیں۔

تشبیہ وتمثیل:

ہم جس طرح تاویل، تحریف، تعطیل اور تکییف کے قائل نہیں، اسی طرح ہمارے عقیدہ میں صفات الٰہیہ میں تشبیہ اور تمثیل کا بھی کوئی تصور نہیں۔

تشبیہ کا مفہوم:

تشبیہ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بعض صفات ایسی ہیں جو مخلوق کی صفات کے مشابہ ہیں۔
تشبیہ کی دو قسمیں ہیں۔ التشبیه ینقسم الی قسمین. تشبیہ دو قسم پر ہے۔
(۱) اولا: تشبیه المخلوق بالخالق کتشبیه النصاری المسیح بن مریم بالله تعالی. جیسے نصاریٰ کا یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اللہ ہے اور جس طرح مشرک لوگ بتوں کو اللہ تعالیٰ کے مشابہ قرار دے کر ان کی پوجا کرتے ہیں اور یہ عقیدہ سراسر کفر ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے:
لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ. [المائدة:۱۷]
جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ عیسیٰ بن مریم خدا ہیں وہ بلا شبہ کافر ہیں۔

[جاری ہے]

تفسیر سورۃ آل عمران

(قسط نمبر 30) **حافظ عبدالوہاب روپڑی** (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

قُلۡ یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ تَعَالَوۡا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۭ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَکُمۡ اَلَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَ لَا نُشۡرِکَ بِہٖ شَیۡئًا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُوۡلُوا اشۡہَدُوۡا بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ ۝

آپ ﷺ کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے (وہ بات یہ ہے کہ) ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ ہی اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں اور نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی رب بنائیں۔ پھر اگر وہ (اہل کتاب) منہ پھیر لیں تو آپ ﷺ فرمادیں کہ گواہ رہنا ہم تو مسلمان ہیں۔

مشکل الفاظ کے معنی:

تَعَالَوۡا: آؤ تم۔

سَوَآءٍ: برابر۔

وَلَا یَتَّخِذَ: اور نہ بنائے۔

اَرۡبَابًا: رب (جمع)۔

فَاِنۡ تَوَلَّوۡا: پھر اگر وہ پھر جائیں۔

اشۡہَدُوۡا: تم گواہ رہو۔

ماقبل سے مناسبت:

سابقہ آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت توحید اور اس پر استقامت کا ذکر کیا گیا اور توحید تمام انبیاء ورسل علیہم السلام کی مشترکہ دعوت اور مشن ہے، جو ہر دور میں انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں کے سامنے رکھتے رہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی بنی اسرائیل کو درس توحید دیا، لیکن انہوں نے کفر کیا اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کو بھلا کر انہیں الٰہ بنا لیا تھا، اس لیے یہود ونصاریٰ کو ایک مرتبہ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی علیہ السلام کے ذریعہ توحید کی طرف دعوت دی۔

التوضیح:

سورۃ البقرہ میں یہودیوں اور آل عمران میں نصاریٰ کو مفصل خطاب کرنے کے بعد تمام انبیاء کی دعوت کے مرکزی نقطہ کی طرف انہیں بلایا جارہا ہے کہ تم اس بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے یعنی عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی کی جائے گی۔

اہل کتاب اور کفار سے اتحاد:

بعض مسلمان اپنی سادگی کی بنا پر یہود اور نصاریٰ ودیگر گمراہ گروہوں سے اتحاد واتفاق کی بات کرتے ہوئے اسلام کے بنیادی اصولوں کو بھی نظرانداز کردیتے ہیں۔ جس کی اسلام قطعاً اجازت نہیں دیتا کفار مکہ نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اسی قسم کے اتحاد واتفاق کی بات کی تھی۔ جس کی تردید میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ الکافرون نازل کرکے رسول اللہ ﷺ سے واضح الفاظ میں اعلان کروادیا:

لَا اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ. جس کی تم عبادت کرتے ہو میں اس کی عبادت نہیں کرسکتا۔ اور آخر میں فرمایا: لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَلِیَ دِیۡنِ. تمہارے لیے تمہارا راستہ ہے اور میرے لیے میرے رب کا متعین کردہ راستہ ہے۔

یعنی اتحاد کا معنی یہ ہوا کہ انسان کچھ اپنی باتیں ان سے منوالے اور کچھ ان کی مان لے۔ جسے آج کے دور میں کچھ لو اور کچھ دو کے نام کیساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان تمام چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَلِیَ دِیۡنِ کہہ کر جڑ سے ہی نکال پھینکا ہے۔ اس لیے اہل کتاب یا دیگر فرقوں سے اتحاد کرنے کی اسلام مسلمانوں کو قطعاً اجازت نہیں دیتا، بلکہ وہاں اسلام اشتراک کا حکم دیتا ہے۔ (اہل اسلام اور دوسرے ادیان کے حامل لوگ ایسی اشیاء پر

اکٹھے ہو جائیں جو ان سب کے درمیان مشترک ہیں۔) ان پر جمع ہو جانا اشتراک کہلاتا ہے۔ جیسا کہ توحید اہل اسلام اور اہل کتاب کے درمیان مشترک امر ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی زبان پر اہل کتاب کو توحید کی طرف دعوت دے کر اہل اسلام اور ان کو اسی نقطہ پر اکٹھا ہونے کا حکم دیا ہے۔ اور یہ حکم ایسی تین بنیادی باتوں پر مشتمل ہے کہ جن کو اہل اسلام اور اہل کتاب دونوں ہی مانتے ہیں۔

مشترک بنیادی باتیں:

اہل اسلام اور اہل کتاب میں مشترک بنیادی باتیں تین ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔

۳۔ آپس میں ایک دوسرے کو رب نہ بنایا جائے۔

رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کا ایسا اثر تھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان تینوں چیزوں پر قائم تھے اور ان پر عمل پیرا رہے۔ لیکن اہل کتاب زبان سے تو ان چیزوں کا اقرار کرتے، لیکن دل سے ان باتوں کو ماننے کے لیے تیار نہ تھے، وہ تاویل کا سہارا لے کر غیر اللہ کی عبادت کرتے، شرک جیسے سنگین گناہ کا ارتکاب کرتے ہوئے آپس میں ایک دوسرے کو رب بنا بیٹھے تھے۔

اہل کتاب کو بھی انکے انبیاء کے توسط سے اللہ تعالیٰ نے یہی حکم دیا تھا کہ تم خاص میری ہی عبادت کرو، جسکی گواہی قرآن نے بھی دی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ. یعنی اہل کتاب کو بھی یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ دین کو خالص اللہ تعالیٰ کیلیے کرتے ہوئے یکسوئی کیساتھ صرف اسی کی عبادت کریں۔ [البینۃ:۵]

لیکن اہل کتاب نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پس پشت ڈالتے ہوئے اللہ کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی عبادت کا مستحق ٹھہرایا۔ یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا گردانتے تو عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ابن اللہ ہونے کے دعویدار تھے اور صرف بیٹا ہی نہیں مانتے بلکہ ان کی عبادت بھی کرتے تھے۔ ان کی عبادت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے اعلان فرمایا: قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ.

آپ کہہ دیجیے اگر رحمان کا (واقعی) کوئی بیٹا ہو تو میں سب سے پہلا عبادت گزار بنتا۔ [الزخرف:۸۱]

اہل کتاب کے عقائد باطلہ اور روز قیامت:

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن یہودیوں کو بلا کر پوچھا جائے گا کہ تم کس کی عبادت کیا کرتے تھے؟ وہ اپنی زبان سے اقرار کریں گے۔ كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ ابْنَ اللّٰهِ.

کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے عزیر علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے۔

ان سے کہا جائے گا کہ تم جھوٹ بولتے ہو (کہ عزیر علیہ السلام اللہ کا بیٹا اور معبود ہے) کیونکہ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَّلَا وَلَدٍ. اللہ کی نہ تو بیوی ہے اور نہ ہی اولاد۔

پھر عیسائیوں کو بلا کر پوچھا جائے گا کہ تم کس کی عبادت کرتے تھے، وہ اپنی زبان سے اقرار کریں گے: كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيْحَ ابْنَ اللّٰهِ.

کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) کی عبادت کرتے تھے۔

ان سے کہا جائے گا کہ تم جھوٹ کہتے ہو (کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا بیٹا اور معبود ہے) کیونکہ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَّلَا وَلَدٍ. اللہ کی نہ تو بیوی ہے اور نہ ہی اولاد۔

[صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ النساء باب ان اللہ لایظلم مثقال ذرۃ ج ٤ ص ٧٢-١٦٧١ رقم الحدیث ٤٣٠٥]

یہود و نصاریٰ اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر اللہ کی بھی عبادت کیا کرتے تھے، جیسا کہ مذکورہ بالا دلائل سے واضح ہو رہا ہے۔ یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ ماننے کے ساتھ ساتھ ان کی عبادت بھی کرتے اور اسی طرح عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ ماننے کے ساتھ ساتھ ان کی عبادت بھی کرتے تھے اور صرف اسی پر اکتفا نہیں بلکہ یہ مشرک اپنی مذہبی پیشواؤں کو بھی عبادت کرتے تھے۔

اہل کتاب اور مذہبی پیشواؤں کی عبادت:

یہود و نصاریٰ نے اپنے علماء اور بزرگوں کو اپنا رب بنا لیا تھا اور ان کی عبادت کرتے تھے۔ ان کے کہنے پر چلتے، حلال و حرام کا فیصلہ ان کے اقوال و افعال کی بنیاد پر کرتے۔ ان کے فتوؤں کو دین سمجھ کر ان کے قول و فعل کو حرف آخر تسلیم کرتے اور ان کے اجتہادات کو شریعت کا درجہ دیتے تھے۔ حالانکہ یہ سب شرک تھا کہ خالق کا حق انہوں نے مخلوق کو دے رکھا تھا۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے سردار تھے۔ ان کے والد حاتم کی سخاوت مشہور تھی۔ یہ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ اس وقت ان کی گردن میں سونے کی صلیب تھی۔ آپ نے فرمایا: عدی اس کو

اتار دو۔ اس وقت انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان سے یہ آیت سنی:
اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ. [التوبه: ۳۱]
ان (اہل کتاب) نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو اپنا رب بنا لیا۔

حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ ان (عالموں اور درویشوں) کی عبادت تو نہیں کرتے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا وہ جس چیز کو حلال وحرام کہتے، تم اس کو حرام وحلال نہیں سمجھتے تھے۔ انہوں نے کہا: ہاں، جس کو وہ حلال کہتے لوگ اسے حلال سمجھتے اور جس کو وہ حرام کہتے، لوگ اسے حرام سمجھتے (تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہی تو عبادت کرنا ہے۔)
[سنن الترمذی کتاب التفسیر باب تفسیر سورة التوبة جزء ۸ ج ۸، ۷ ص ۹-۴۹۸ رقم الحدیث: ۳۰۹۶]

اللہ تعالیٰ ہی حلال وحرام کی تعیین کرنے والے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ.
(اے رسول ﷺ!) کیا ان لوگوں نے (اللہ تعالیٰ کے) شریک بنا لیے ہیں جو ان کے لیے شریعت سازی کرتے ہیں جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔

معلوم ہوا کہ دین اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ ہے، اس میں مذہبی پیشواؤں کی طرف سے ہونے والی کمی وبیشی کو درست سمجھنا انہیں اللہ کا شریک بناتے ہوئے ان کی عبادت کرنے کے مترادف ہے، جس سے اللہ تعالیٰ نے سختی کے ساتھ منع فرمایا:
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝

پھر فرمایا کہ اگر اہل کتاب اپنے شرک وکفر سے باز نہ آئیں اور ہدایت کو تسلیم کرنے کی بجائے منہ موڑتے ہیں تو ان سے کہہ دو کہ تم گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں۔ یعنی ہم ان تمام احکامات کو تسلیم کرتے ہوئے خالصتاً اللہ تعالیٰ عبادت کرنے کے لیے تیار ہیں۔

ہرقل کو قبول اسلام کی دعوت اور آیت مبارکہ:

رسول اللہ ﷺ نے جب ہرقل کے نام خط لکھا، تو اس خط کے متن میں یہ آیت بھی تھی جیسا کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَاَهُ فَاِذَا فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ اِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ. الی آخره.

وفيه: قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝

چنانچہ ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کا خط منگوایا پھر اسے پڑھا تو اس خط میں یہ لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم، محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی طرف سے روم کے بادشاہ ہرقل کی طرف (دعوت اسلام کا پیغام) (اس خط میں یہ آیت مبارکہ بھی لکھی ہوئی تھی) اے اہل کتاب ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے (وہ یہ ہے) کہ ہم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں اسکے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ باہم ایک دوسرے کو اپنا رب نہ بنائیں، اگر یہ (اس بات سے) منہ موڑیں تو ان سے کہہ دو تم گواہ رہنا ہم تو مسلمان ہیں۔ [صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورة آل عمران باب قل یااهل الکتاب تعالوا ج ٤ ص ٥٩-١٦٥٧، رقم الحدیث: ٤٢٧٨]

آیت مبارکہ سے اخذ شدہ مسائل:

۱۔ اہل کتاب اور مسلمانوں میں قدر مشترک عقیدہ توحید ہے۔
۲۔ اہل کتاب سمیت تمام غیر مسلموں کو دعوت توحید دینا اہل اسلام کا فریضہ ہے۔
۳۔ عبادت خالصتاً ایک اللہ کی ہونی چاہیے یہ تمام انبیاء کا بنیادی عقیدہ تھا۔
۴۔ مذہبی پیشواؤں اور درویشوں کو شریعت سازی کا اختیار دینا ان کو رب بنانا ہے، کیونکہ حلال وحرام کی تعیین کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔
۵۔ یہود اور نصاریٰ نے اپنے انبیاء کی تعلیمات کو چھوڑا اور ان کو اپنا معبود بنا کر شرک کے مرتکب ٹھہرے۔

اپیل دعا برائے

مولانا عبدالرحمٰن عزیز الہ آبادی آف حسین خانوالہ نمبر 8، صاحب فراش ہے جو کہ بیماری کی وجہ سے کمزور ہو چکے تھے، بعد ازاں گرنے کی وجہ سے دائیں کولہے پر چوٹ لگنے کی وجہ سے تین جگہ سے ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ لہٰذا احباب سے مولانا کی صحت یابی کے لیے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا عبدالرحمٰن عزیز کو صحت کاملہ عاجلہ سے نوازے۔ آمین [دعا گو: محمد عمر ندیم مولا پوری خطیب مسجد قبا حسین خانوالہ]

جمعہ کس لیے؟؟؟

محمد اسحاق حقانی (مدرس جامعہ اہلحدیث لاہور)

یایھا الذین امنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع، ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون٥

اے اہل ایمان روز جمعہ جب نماز کے لیے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کے لیے دوڑو اور بیع (کاروبار) چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جان لو

آپ ﷺ نے فرمایا: یہود کے لیے ہفتہ کا دن ہے، عیسائیوں کے لیے اتوار۔ ہماری اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن کی رہنمائی کی۔ اسی طرح قیامت کے دن بھی وہ ہمارے پیچھے ہوں گے۔ ہم (امت) دنیا میں آنے میں آخر میں ہیں، مگر قیامت کے دن آگے ہوں گے دوسری مخلوق سے، ہمارا پہلے فیصلہ ہوگا۔ [مسلم، نسائی]

مسند احمد میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ہمارے دنوں سے افضل دن جمعہ کا ہے، اس میں آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔ اسی دن فوت ہوئے، اسی میں صور پھونکا جائے گا۔ اس دن میرے لیے کثرت سے درود پڑھا کرو، تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، صحابہ نے کہا کہ آپ ﷺ تو قبر کی مٹی میں ہوں گے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے جسم کو زمین (قبر) پر کھانا حرام کیا ہے۔

جمعہ کا انتخاب:

وربک یخلق مایشاء ویختار٥ [القصص: ٦٨]

تیرا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور انتخاب کرتا ہے۔

یہ چناؤ اور انتخاب اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور واحدانیت، علم وحکمت اور قدرت کی دلیل ہے۔ جس طرح وہ پیدا کرنے میں کسی کا محتاج نہیں، اسی طرح انتخاب میں کسی کے مشورہ کا پابند نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں میں سے آخری کو اپنے عرش اور کرسی کا قرب عطا کیا اور مقرب فرشتوں کا ٹھکانہ، حالانکہ اس کی تخلیق کا مادہ بھی وہی جو دوسرے آسمانوں کا ہے۔ اسی طرح جنت فردوس کو اپنے عرش کے قریب رکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب سوال کرو تو فردوس کا کرو۔ اسی طرح فرشتوں میں سے حاملین عرش اور چار معروف فرشتوں کا انتخاب اور پھر ان میں سے جبرئیل اور میکائیل کا نام قرآن میں بیان کیا ہے۔ ایک وحی لانے والا، جس کے ذریعے دلوں اور روحوں کو زندگی میسر آتی ہے۔ دوسرا بارش پر مقرر، جس سے جسموں کو خوراک، زندگی ملتی ہے۔ عزرائیل کی موت پر ڈیوٹی لگائی اور اسرافیل کی صور پھونکنے کی، فنا اور زندگی کے لیے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں تین سو تیرہ کو رسول کے منصب پر فائز کیا، پھر ان میں سے پانچ صاحب عزم اور دو کو خلیل بنایا۔ آخری نبی ﷺ کے صحابہ میں سابقین انصار، مہاجرین، اہل بدر، بیعت رضوان والوں کا انتخاب زمین کے ٹکڑوں میں سے عبادت والی جگہوں کا انتخاب اور پھر ان میں تین مساجد مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی کا انتخاب۔

امتوں میں امت محمدیہ کا انتخاب:

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تیرے بعد میں ایک ایسی امت لانے والا ہوں جب ان کو پسندیدہ چیز ملے گی تو حمد وشکر کرے گی اور اگر خلاف مرضی ہوگی تو صبر کرے گی اور ان کو میں اپنے علم وحلم سے حصہ دوں گا۔ [احمد]

جن کا اللہ تعالیٰ نے انتخاب کیا ہے، ان کے اندر ایسی صفات پیدا کیں ہیں جو دوسروں میں نہیں۔ اس سے ان لوگوں کا بھی رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ سب جگہیں اور ذاتیں برابر ہوتی ہیں، ان کی خصوصیات ذات سے خارج، صفات کی وجہ سے ہوتی ہے حالانکہ ایسا نہیں۔ پانی اور آگ کی ذات، پیشاب اور کستوری کی ذات ایک جیسی نہیں ہوسکتیں۔ بیت اللہ اور شاہی محل ایک جیسے نہیں ہوسکتے۔ ذات الٰہی کا انتخاب اس چیز کی ذاتی خصوصیات کی وجہ سے ہے جو اس کو عطا کی گئی۔

اسی طرح دنوں، مہینوں کا انتخاب۔ رمضان کو باقی مہینوں پر فضیلت، اس کی راتوں کو دوسری راتوں پر، عشرہ ذوالحجہ کو سال کے دنوں پر،

آپ ﷺ نے فرمایا کہ کسی دنوں کے عمل صالح اللہ تعالیٰ کو ان دنوں کے اعمال سے زیادہ محبوب نہیں۔ [بخاری]

رمضان کے عشرہ اخیر کو اعتکاف کی خصوصیت، لیلۃ القدر کو ہزار مہینے کی راتوں پر، عشرہ ذی الحجہ میں یوم عرفہ، یوم النحر افضل ہیں۔ ہفتہ کے دنوں میں یوم جمعہ کو فضیلت، یوم جمعہ میں دعاء کی قبولیت کی گھڑی کو جیسے رات کے آخری حصہ کو نزول الٰہی کی وجہ سے۔

فضیلت یوم عرفہ و جمعہ:

اس بارے میں مختلف اقوال ہیں کہ عرفہ کے دن کو زیادہ فضیلت ہے یا جمعہ کے دن کو؟ احادیث میں یوم عرفہ کے بارے میں ذکر ہے کہ اس کا روزہ گذشتہ اور آنے والے سال کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور فرمایا کہ عرفہ کے دن سے زیادہ کسی دن میں اللہ تعالیٰ گردنوں کو آزاد نہیں کرتے اور بعض نے آیت کریمہ، سورہ توبہ کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے حج اکبر کے دن لوگوں کے لیے اعلان ہے کہ وہ مشرکین سے لاتعلق ہیں، سے بھی یوم عرفہ مراد لیا ہے۔

حافظ ابن قیم جوزیؒ نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ حج اکبر کے دن سے مراد قربانی کا دن ہے۔ کہ حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم نے یوم النحر کے موقع پر اس آیت کو پڑھا تھا۔

ابوداؤد میں صحیح سند سے روایت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حج اکبر کا دن قربانی کا دن ہے، ہاں یوم عرفہ حج اکبر کے دن کی تیاری کے لیے ہے کہ اس دن عاجزی، توبہ اور معافی کے ساتھ انعام حاصل کرنے کی تیاری کی جاتی ہے اور بیت اللہ کا طواف زیارت کیا جاتا ہے۔ قربانی پیش کی جاتی ہے۔ سر منڈایا جاتا ہے۔ جمرے مارے جاتے ہیں۔

فضیلت جمعہ:

صحیح احادیث میں یوم جمعہ کو بہترین، افضل اور سید دن کہا گیا ہے۔ سنن ابن ماجہ میں حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا دنوں کا سردار یوم جمعہ ہے اور عظیم ترین دن۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر سے بھی عظیم ہے۔ اس میں پانچ کام ہوئے ہیں:

۱۔ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش۔ ۲۔ زمین پر نزول
۳۔ وفات آدم ۴۔ اس میں ایسی گھڑی ہے۔
۵۔ قیامت کا اس دن قائم ہونا۔

اس لیے مقرب فرشتے، زمین، آسمان، ہوا، پہاڑ، درخت تک یوم جمعہ کو خوف کھاتے ہیں۔ صحیح ابن حبان میں ہے کہ جس دن سورج طلوع و غروب ہوتا ہے جمعہ سے کوئی افضل نہیں۔ مسلم میں ہے۔ بہترین دن جس دن سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے۔

صحیح بات یہ ہے کہ جمعہ کا دن، ہفتہ کے دنوں سے افضل ہے اور عرفہ اور قربانی کے دن سال کے دنوں سے۔ ہاں اگر یوم عرفہ کے دن آجائے تو اس کو اور زیادہ مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ عرفہ کو حج کہا گیا ہے اور جمعہ کے دن قبولیت دعا کی گھڑی ہوتی ہے جبکہ عرفہ کے دن عصر کے وقت لوگ دعا میں مشغول ہوتے ہیں اور سنن نسائی میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن آخری گھڑی میں اس کو تلاش کرو۔

۲۔ آپ ﷺ کیساتھ موافقت ہوتی ہے۔ ۳۔ جمعہ کا دن عید جیسا دن ہوتا ہے، جبکہ عرفہ اہل عرفہ کے لیے۔ اس لیے عرفہ والوں کے لیے روزہ منع کیا گیا ہے۔

۴۔ یوم تکمیل دین بھی جمعہ ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ایک یہودی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ امیر المومنین تم اپنی کتاب میں ایک آیت کریمہ پڑھتے ہو اگر وہ ہمارے اوپر نازل ہوئی تو ہم اس کے نزول کے دن کو عید بنا لیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے وہ جگہ اور دن معلوم ہے کہ آپ ﷺ مقام عرفہ میں تھے، ہم آپ کے ساتھ تھے، جمعہ کا دن تھا، جب آپ ﷺ پر نازل ہوئی۔

۵۔ یوم جمعہ کے روز قیامت کے ساتھ موافقت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لیے جمعہ کا دن اجتماعی عبادت کے لیے مقرر کیا کہ اس دن اپنی ابتدا (آدم) اور انتہا (اٹھنے) کو یاد کریں۔ کیونکہ ان میں ان حالات کا ذکر ہے جو یوم جمعہ میں ہوتے اور ہونے والے ہیں جس طرح کہ یوم عرفہ کو دنیا کے ممالک سے آنے والے حجاج ایک میدان میں کھڑے ہوتے ہیں اور ان سلے لباس میں حاضر ہوتے ہیں۔ اسی طرح روز قیامت جو جمعہ کا دن ہوگا، تمام لوگوں کی اپنے رب کے سامنے حاضری ہوگی۔ اعمال کے لحاظ سے مقام حاصل ہوگا۔

۶۔ یوم عرفہ کو حجاج کرام کو شرف قبولیت حاصل ہوتا ہے کہ پروردگار عالم فرشتوں کو گواہ بنا کر فرماتے ہیں:

انی قد غفرت لھم. اگر جمعہ کے دن کے ساتھ یوم عرفہ کی موافقت ہو جائے تو پھر مزید قبولیت دعا کی گھڑی بھی شامل ہو جاتی ہے۔

آداب جمعہ:

۱۔ اس دن کو حشر نشر خیال کر کے جلد جمعہ کی تیاری کی جائے اور پہلے مسجد میں حاضری کی کوشش ہو۔ تاکہ اونٹ، گائے، بکری کے صدقہ کرنے کا ثواب حاصل ہو۔

۲۔ درود کثرت سے پڑھا جائے، بیہقی میں ایک روایت ہے کہ جمعہ اور جمعہ کی رات کثرت سے درود پڑھو۔ یہ آپ ﷺ کا حق شکریہ ہے۔

۳۔ نماز جمعہ کا اہتمام کیا جائے، اس کے ترک سے دل پر مہر لگ جاتی ہے۔[ترمذی]

۴۔ غسل کر کے جمعہ کے لیے آنا چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوران خطبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آتے دیکھا فرمایا کہ کونسا آنے کا وقت ہے تو انہوں نے کہا میں گھر آیا اور وضو کر کے آگیا ہوں۔ فرمایا کہ پھر بھی صرف وضو کر کے غسل کیوں نہیں کیا۔

۵۔ اچھے لباس اور خوشبو کا استعمال۔ فرمایا کہ کام کاج کے علاوہ جمعہ کے لیے لباس رکھا کرو۔[ابوداؤد] جس قدر ممکن ہو طہارت کرے، تیل لگائے، گھر سے خوشبو بھی۔

۶۔ مسواک کا کثرت استعمال کہ منہ کی صفائی اور اللہ کی رضا کا باعث ہے۔ فرمایا کہ اگر مجھے امت کی تکلیف کا ڈر نہ ہوتا تو ہر نماز کے ساتھ مسواک لازم کر دیتا۔

۷۔ خطبہ کا توجہ سے سننا۔ دوسروں سے بات کرنا یا تنکوں سے کھیلنا ثواب سے محرومی کا سبب ہے، فرمایا کہ خطبہ کے دوران تیرا اپنے ساتھی کو خاموش ہو کہنا بھی لغو (فضول) ہے۔

۸۔ جمعہ کے دن سورہ کہف کی تلاوت۔ اس سے فتنہ دجال سے پناہ اور نور حاصل ہوگا۔ جمعہ تک کے دنوں کے گناہ (صغیرہ) معاف ہوں گے۔[زادالمعاد]

۹۔ نوافل کی کثرت۔ اس سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ ایک صحابی نے عرض کی کہ جنت میں آپ ﷺ کا ساتھ چاہتا ہوں تو فرمایا کثرت سجود (نفل نماز) کیا کر۔ بخاری میں ہے کہ جب کوئی آدمی غسل وطہارت کیساتھ خوشبو لگا کر مسجد میں جاتا ہے پھر جو اس کے مقدر میں ہے نماز (نفل) پڑھتا ہے۔ خاموشی سے خطبہ سنتا ہے تو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اس کے گناہ (صغیرہ) معاف ہو جاتے ہیں۔

۱۰۔ چل کر جانا۔ جمعہ اور نمازوں کے لیے جہاں تک ہو سکے چل کر جانا چاہیے، یہ گناہوں کا کفارہ اور نیکیوں کا حصول ہے۔ فرمایا کہ جس نے غسل کیا کرایا جلدی سے جمعہ کی تیاری، امام کے قریب خاموش ہو کر بیٹھا تو اس نے جتنے قدم اٹھائے ہر قدم کے بدلے سال کے روزوں اور قیام کا ثواب ہے اور یہ (عطیہ) اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔[احمد، ترمذی، ابوداؤد]

عبدالرحمٰن بن کعب رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ والد محترم کعب رضی اللہ عنہ بن مالک کو نابینا ہونے پر میں مسجد کو لے جایا کرتا، جب ہم جمعہ کے لیے نکلتے اور اذان سنائی دیتی۔ تو حضرت اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ کے لیے استغفار کرتے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے، فرمانے لگے کہ یہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے رسول اکرم ﷺ کی آمد مدینہ سے قبل حرہ بنی بیاضہ میں جمعہ پڑھایا۔

۱۱۔ اپنا محاسبہ کرنا۔ کیونکہ یہ یوم حساب بھی ہے۔ تمام مخلوق حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک آنے والے تمام انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے، اعمال کے صحیفے تقسیم ہوں گے۔ جمعہ کا دن جائزہ لینے کا دن ہے، اگر اس دن کو انسان سوچ سمجھ کر گزارے گا تو باقی دنوں پر اس کا اثر رہے گا۔ اس میں قبولیت دعا کی گھڑی، ایسے ہی ہے جیسا کہ لیلۃ القدر کی ماہ رمضان میں۔ ماہ رمضان میں سال کے محاسبے کا مہینہ ہے، حج عمر کے۔

آپ ﷺ نے فرمایا بہترین دن جمعہ کا دن ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔ اس دن دنیا پر آئے اسی دن توبہ قبول ہوئی، اسی دن وفات۔ اس میں قیامت قائم ہوگی، ہر جاندار جمعہ کے دن کان لگاتا ہے۔ طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک قیامت کے خوف سے سوائے انسان اور جن کے اور اس میں ایک گھڑی ہے کہ جب کوئی مسلمان بندہ نماز ادا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے تو اس کو دیا جاتا ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ سال میں ایک بار آتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہر جمعہ تو پھر کعب رضی اللہ عنہ نے تورات دیکھ کر کہا کہ واقعی رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا۔[ابوداؤد، نسائی]

ضرورت استاد

جامع مسجد صراط مستقیم اہل حدیث میں شعبہ حفظ کے لیے ایک محنتی استاد کی ضرورت ہے۔ جو بچوں کو قرآن مجید اچھی قراءت کیساتھ پڑھا سکے۔ مسجد کی تعمیر دوبارہ کی گئی ہے، احباب اس کے لیے تعاون کریں۔

[محمد اسماعیل سلفی، جامع مسجد صراط مستقیم مدوخیل، گوجرانوالہ
موبائل:0322-5553209]

گیارہویں شریف کی حقیقت

محمد ارشد کمال، لاہور

گیارہویں ایک تاریخ کا نام ہے، جو گیارہواں کی تانیث ہے، دسویں کے بعد آنے والی تاریخ کو گیارہویں کہتے ہیں۔ ہمارے ہاں عرف میں گیارہویں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی اس نیاز کو کہا جاتا ہے جو ربیع الثانی کی گیارہ تاریخ کو دی جاتی ہے۔ اس سالانہ گیارہویں کو بڑی گیارہویں شریف بھی کہا جاتا ہے اور بعض لوگ ہر قمری مہینے کی گیارہ تاریخ کو جو گیارہویں دیتے ہیں اسے 'چھوٹی گیارہویں شریف' کہا جاتا ہے۔

گیارہویں خور لوگ یہ کہتے ہیں کہ گیارہویں درحقیقت حضرت سرکار محبوب، سبحان قطب، ربانی، غوث اعظم جیلانی کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کرنا ہے۔ [غوث الثقلین ص ۲۱]

اسے کہتے ہیں ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور۔ ایصال ثواب تو کسی بھی وقت کیا جا سکتا ہے، اس کے لیے شریعت نے کوئی دن یا وقت مقرر نہیں فرمایا لیکن گیارہویں کھانے اور کھلانے والوں نے گیارہویں تاریخ کا التزام ایسا لازم کیا ہوا ہے گویا خدائی شریعت ہے، اگر آپ گیارہویں کے بجائے کسی اور تاریخ کا کہیں تو یہ حضرات کبھی بھی راضی نہ ہوں گے۔ لہٰذا ان کے اس طرز عمل سے واضح ہوتا ہے کہ گیارہویں کا مقصد صرف ایصال ثواب نہیں کچھ اور بھی ہے۔

اگر کوئی کہے کہ ہمارے نزدیک گیارہ تاریخ کا التزام ضروری نہیں بلکہ گیارہویں کسی بھی تاریخ کو دلائی جا سکتی ہے تو اسے اس منطق کی وضاحت کرنی چاہیے کہ دوسری تاریخیں (مثلاً بارہویں، تیرہویں یا اکیسویں، بائیسویں) گیارہویں کیسے بن گئیں۔ مثال کے طور پر جمعرات تو جمعرات ہی ہے اور جمعہ جمعہ ہے، ایسے ہی بارہویں بارہویں ہے اور تیرہویں تیرہویں ہے۔ آسان سی بات ہے کہ جیسے آپ جمعرات کو ہفتہ نہیں کہہ سکتے، اتوار کو بدھ نہیں کہہ سکتے، اسی طرح اکیسویں کو گیارہویں، بارہویں کو تیرہویں نہیں کہہ سکتے۔ غور کریں۔

گیارہویں میں کھیر اور دیگر کھانوں کا خصوصیت سے اہتمام کیا جاتا ہے، حالانکہ اگر صرف ایصال ثواب ہی مقصود ہوتا تو اس کے اور بھی کئی طریقے تھے مثلاً آپ یہ رقم یا اتنی مالیت کی کوئی دوسری چیز کسی ضرورت مند غریب و مسکین کو بھی دے سکتے تھے۔ صرف کھیر و حلوے مانڈے ہی کو ایصال ثواب کے لیے ضروری سمجھنا یہ کس شریعت میں ہے۔

گیارہویں کا مقصد سمجھنے کے لیے ایک اور بات بڑی قابل غور ہے کہ اس کا اہتمام والتزام اکثر عوام الناس ہی کی طرف سے دیکھنے میں آیا ہے۔ مولویوں کی طرف سے کیوں نہیں؟ بالفاظ دیگر اس قسم کا اہتمام والتزام ان مولویوں کی طرف سے کیوں نہیں؟

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ [التوبہ: ۳۴]

کہیں قرآن مجید کی مذکورہ آیت میں اس قسم کے مولویوں کی طرف تو اشارہ نہیں؟

یہاں کئی اور بھی سوالات پیدا ہوتے ہیں، مثلاً

کیا پوری امت میں صرف شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہی ایصال ثواب کے محتاج ہیں؟ ایسے ولی اللہ ہیں جنہیں بذریعہ گیارہویں ایصال ثواب کرنا چاہیے حالانکہ گیارہویں دینے والوں کے نزدیک شیخ عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم ہیں اور وہ ایسی چیزوں سے مبرہ ہیں یا کوئی اور بھی مثلاً نبی کے بعد سب سے بڑے اولیاء اللہ، صحابہ کرام ہیں پھر تابعین، تبع تابعین، محدثین وغیرہ۔ اگر یہ ثواب صرف شیخ عبدالقادر جیلانی ہی کو پہنچانا چاہیے تو اس تخصیص کی کیا دلیل ہے؟ اور اگر دیگر اولیاء اللہ کا بھی حق بنتا ہے تو نام نہاد اہل سنت ان کی گیارہویں کیوں نہیں دلاتے؟ کیا ان سے محبت نہیں؟

گیارہویں کا راز:

بہت سے لوگ گیارہویں نہ دینے سے جانی و مالی نقصان

ہونے کا اندیشہ ظاہر کرتے ہیں کہ مال برباد ہو جاتا ہے، گائیں، بھینسیں دودھ نہیں دیتیں، تھنوں سے دودھ کی بجائے خون آنا شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مال سے برکت اٹھ جاتی ہے۔ گویا نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ جیسے قطعی فرائض میں کوتاہی کرنے سے کچھ نہیں بگڑتا مگر گیارہویں میں ذراسی کوتاہی سے جان ومال کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ آخر سوچنے کی بات ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کی گیارہویں نہ دینے ہی سے، کیوں جانی ومالی خطرات نظر آنے شروع ہو جاتے ہیں؟

اس کے پیچھے اصل میں وہ باطل اور مشرکانہ عقائد ونظریات ہیں جو لوگوں نے حضرت شیخ صاحب کے متعلق گھڑ رکھے ہیں کہ آپ غوث الاعظم (سب سے بڑا فریاد سننے والا) اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر طرح کے اختیارات سونپ رکھے ہیں۔ حتیٰ کہ کائنات کی تقدیر بھی آپ ہی کے ہاتھ میں تھما رکھی ہے اور آپ کو کُن فیکون کی قدرت سے نواز رکھا ہے۔ ... جس طرح صدقہ وخیرات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ... کیا جاتا ہے، اسی طرح گیارہویں کے ذریعے یہ لوگ آپ کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں، تاکہ کہیں آپ ناراض ہو کر ہمیں نقصان نہ پہنچائیں۔ یہی وہ راز بلکہ بزدلی ہے جسے لوگ گیارہویں نہ دینے ... جان ومال میں خسارے کا باعث سمجھتے ہیں۔

آپ کے متعلق ان ... مذکورہ نظریات کے پیچھے بھی وہ من گھڑت جھوٹے قصے کہانیاں ہیں جن ... ہیں لوگوں نے آپ کے متعلق گھڑ رکھا ہے۔ بطور مثال چند ایک ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ جو سلسلہ سہروردیہ کے امام ہیں، آپ کی والدہ ماجدہ حضور غوث الثقلین کے والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوتی ہیں اور عرض کرتی ہیں کہ حضور دعا فرمائیے کہ میرے ہاں لڑکا پیدا ہو۔ آپ نے لوح محفوظ میں دیکھا، اس میں لڑکی مرقوم تھی، آپ نے فرمادیا کہ تیری تقدیر میں لڑکی ملی ہے، وہ بی بی یہ سن کر واپس ہوئیں، راستہ میں حضور غوث اعظم ملے، آپ کے استفسار پر انہوں نے سارا ماجرہ بیان کیا تو حضور نے ارشاد فرمایا: جا تیرے ہاں لڑکا پیدا ہوگا، مگر وضع حمل کے وقت لڑکی پیدا ہوئی۔ وہ بی بی بارگاہ غوثیت میں اس مولود کو لے کر آئی اور کہنے لگی حضور لڑکا مانگا اور لڑکی ملی۔ فرمایا: یہاں تو لاؤ اور کپڑا اٹھا کر کہا کہ دیکھو تو یہ لڑکا ہے یا لڑکی؟ دیکھا تو لڑکا اور وہ یہی شیخ شہاب الدین سہروردی تھے، آپکے حلیہ میں ہے کہ آپ کی پستان مثل عورتوں کے تھیں۔ [باغ فردوس المعروف گلزار محمدی ص ۲۷]

۲۔ حضور غوث پاک کی مجلس وعظ میں ایک مرتبہ تیز ہوا چل رہی تھی، اسی وقت ایک چیل اوپر سے چلاتی ہوئی گزری، جس سے اہل مجلس کی نگاہیں منتشر ہوئیں۔ نظر اٹھا کر دیکھا فوراً وہ چیل مر کر گر گئی، سر علیحدہ اور دھڑ علیحدہ۔ بعد ختم وعظ آپ تشریف لے چلے، وہ چیل بدستور مری پڑی تھی، آپ نے ایک ہاتھ میں اس کا سر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ میں جسم اور دونوں کو بسم اللہ کہہ کر ملا دیا وہ فوراً اڑتی ہوئی چلی گئی۔ [حوالہ ایضا]

۳۔ شیخ ابوالحسن قادری روایت کرتے ہیں کہ حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی کے ایک مرید نے قضائے الٰہی سے انتقال کیا اور حضرت عزرائیل علیہ السلام ان کی روح قبض کر کے لے چلے، اس مرید کا چند سالہ لڑکا تھا، کہیں جو اس کو خبر ہوئی اس نے روتے روتے اپنا لہو پانی ایک کرلیا، اس کی اس حالت زار کو دیکھ کر سب چھوٹے بڑے روتے تھے، اسی اثناء میں ایک شخص نے آ کر کہا: تو جو یہاں روتا ہے تیرے اس رونے سے کیا ہوتا ہے، تو اگر حضرت پیر دستگیر کے پاس جا کر عرض کرے تو ضرور کامیابی ہوگی، پس وہ لڑکا یہ سنتے ہی حضرت محبوب سبحانی کی خدمت میں دوڑا ہوا آیا اور اپنا حال سنا کر کہنے لگا:

خدا کے واسطے بابا کو اب میرے ملا دیجیے
کہ تم محبوب یزداں ہو کرامت کو کچھ دکھا دیجیے
کہا لڑکے نے یہ رو کر تو دل بھر آیا حضرت کا
لگے کہنے ٹھہر جا تو تماشا دیکھ قدرت کا

یہ کہہ کر آپ نے آسمان کی جانب دیکھا، حضرت عزرائیل علیہ السلام اپنی زنبیل میں بہت سی روحیں لیے جاتے ہیں، آپ نے ان کو بلا کر کہا کہ اس میں سے میرے مرید کی روح چھوڑ دیجیے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حکم خدا سے روحیں نکالی ہیں میں نہیں چھوڑ سکتا، یہ سن کر محبوب ربانی کو جلال آ گیا۔ زنبیل چھین کر سب روحیں چھوڑ دیں وہ سب روحیں اپنے اپنے قالبوں میں پہنچ گئیں اور اس دن کے تمام مردے زندہ وسلامت ہو گئے اور آپ کا مرید بھی جی اٹھا۔

[گوہر غوثیہ المعروف بہار بغداد ص ۲۳، ۲۴ بتغییر]

اس طرح کی اور بھی کئی من گھڑت کہانیاں ہیں جو آپ کی طرف منسوب کی گئیں ہیں۔ جن کا حقیقت میں کوئی وجود نہیں۔ جہلاء غلو کرتے ہوئے انہیں آپ کی کرامات باور کراتے ہیں جبکہ یہ سب جھوٹ کا پلندہ ہیں۔

امام ذہبی فرماتے ہیں: لیس فی کبار المشائخ من له احوال و کرامات اکثر من الشیخ عبدالقادر جیلانی لکن کثیرا منها لایصح وفی بعض ذلک اشیاء مستحیلة.
[سیر اعلام النبلاء ۱۲/۲۰۶]

کبار مشائخ میں کوئی ایسا نہیں گزرا جس کی شیخ عبدالقادر سے زیادہ کرامات معروف ہوں لیکن آپ کی طرف جو کرامتیں منسوب ہیں ان میں سے اکثر درست نہیں بعض تو ویسے ہی ناممکنات میں سے ہیں۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں: ویذکرون عنه اقوالا وافعالا ومکاشفات اکثرها مغالات. [البدایة والنهایة ۱۴/۱۸۱]

لوگ آپ کے اقوال وافعال اور مکاشفات کو بیان کرتے ہیں جن میں زیادہ تر غلو ہی پایا جاتا ہے۔

گیارھویں کے دلائل:

گیارھویں کے جواز پر عموماً چار قسم کے دلائل پیش کیے جاتے ہیں، جو درج ذیل ہیں۔

پہلی قسم

قرآن مجید کی وہ آیات جن میں کسی بھی لحاظ سے دس یا گیارہ کا لفظ آیا ہے جیسے قرآن مجید کی سورہ یوسف میں گیارہ کا ذکر اس طرح آتا ہے: اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا. [یوسف: ۴]

"تحقیق میں نے گیارہ ستارے دیکھے ہیں۔"

۲۔ فَثَلٰثَةُ اَیَّامٍ فِی الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْکَ عَشَرَةٌ کَامِلَةٌ. [البقرة: ۱۹۶]

تین دن حج کے اور سات دن جب تم واپس لوٹو یہ پورے دس دن ہوئے۔ ، چونکہ ہم دسویں دن کی رات کو گیارھویں کہتے ہیں لہٰذا دس دنوں کا تذکرہ ثابت ہونے کے بعد دن دسواں اور رات گیارھویں ثابت ہوگئی۔

۳۔ یَتَخَافَتُوْنَ بَیْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا. [طٰه: ۱۰۳]

آہستہ کہتے ہوں گے درمیان اپنے نہیں رہیں گے مگر دس دن۔

منکرین اب کیا کہیں گے، اب تو قرآن مجید سے مطلق دس دنوں کا تذکرہ بھی ثابت ہوگیا۔ دس دنوں کے بعد رات یقیناً گیارھویں ہوگی لہٰذا دن دسواں اور رات گیارھویں ثابت ہوگئی اب کیا اعتراض باقی ہے؟

۴۔ وَوٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ [الاعراف ۱۴۲]

اور وعدہ دیا ہم نے موسیٰ کو تیس رات کا اور پورا کیا اس کو ساتھ دس کے۔

۵۔ وَالْفَجْرِ o وَلَیَالٍ عَشْرٍ o [الفجر: ۱،۲] "قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی۔" اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک صبح اور دس راتوں کی قسم کھائی ہے، جس سے گیارھویں شریف کی عظمت معلوم ہوئی۔

[گیارھویں شریف از صائم چشتی ص ۳۲۱،۳۲۲]

یہ ہیں قرآن مجید سے گیارھویں کے جواز پر دلائل جن پر گیارھویں خور بڑا ناز کرتے ہیں اور بڑھکیں مارتے ہیں کہ دیکھا قرآن مجید سے گیارھویں ثابت ہوئی؟

حالانکہ ان کو بڑھکیں مارتے ہوئے یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ قرآن مجید کے الفاظ جس طرح اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو سکھلائے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ کا بیان یعنی معنی ومفہوم بھی رسول اللہ ﷺ کو سکھلایا ہے جیسے قرآن مجید کے الفاظ میں قیامت تک کوئی تغیر وتبدل نہیں ہوسکتا، اسی طرح اس کے معنی ومفہوم میں بھی قیامت تک کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی اور یہی وہ بنیادی نقطہ ہے کہ جس کو قائم رکھتے ہوئے آئمہ دین نے بڑی بڑی صعوبتیں اور تکلیفیں برداشت کیں، لیکن قرآن مجید میں معنوی تحریف کرنے کی ہر مذموم کوشش کو ناکام بنا دیا۔ اب ہم اپنے بھائیوں سے یہ سوال کرتے ہیں کیا رسول اللہ ﷺ نے ان آیات سے گیارھویں کرنا ہمیں بتلایا ہے؟ یا اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے بعد قرآن مجید اور آپ کے فرامین کو صحابہ کرام، ان کے بعد تابعین، تبع تابعین اور تمام ائمہ کرام میں سے زیادہ سمجھنے والے اور عمل پیرا ہونے والے تھے، کیا ان میں سے کسی نے ان آیات سے کوئی ایسی چیز مراد لی ہے؟ اگر لی ہے تو اس کو واضح طور پر بیان کیا جائے۔ بحیثیت مسلمان ہم اس پر عمل پیرا ہونے کے لیے تیار ہیں، اگر یہ بات نہیں تو پھر یہ قرآن مجید کی معنوی تحریف ہے جو کم از کم کسی مسلمان کا طرز عمل نہیں ہوسکتا۔ هاتوا برهانکم ان کنتم صدقین.

حالانکہ وہ خود جانتے ہیں کہ ان آیات کے نزول کے وقت نہ تو شیخ عبدالقادر جیلانی پیدا ہوئے تھے اور نہ ہی گیارھویں کا کوئی وجود تھا۔ یقیناً ہمارے اس بات سے گیارھویں خور بھی اتفاق کریں گے کہ ان آیات کا مروجہ گیارھویں سے دور کا بھی علاقہ نہیں۔ اسی لیے تو ایک گیارھویں خور نے لکھا ہے: اگرچہ منکرین کا قرآن مجید سے گیارھویں شریف کا ثبوت مانگنا مبنی بر جہالت ہے۔ تاہم ہم نے نہایت سنجیدگی سے قرآن کی پانچ مختلف آیات سے جیسا بھی بن پڑا جواب پیش کر دیا۔ بہرحال ان جوابات کو جیسے کو تیسا کی مثال پر محمول کرنا چاہیے۔ [گیارھویں شریف ص ۳۲۲]

قرآن مجید سے گیارھویں کا ثبوت مانگنا جہالت نہیں بلکہ ثبوت پیش کرنے کی ناکام کوشش مبنی بر جہالت ہے، کیونکہ اگر قرآن مجید میں اس کا کہیں ادنیٰ سا بھی اشارہ ہوتا یا مذکورہ بالا آیات کا وہ مفہوم ہوتا جو گیارھویں خور بیان کرتے ہیں تو سب سے پہلے خود صاحب قرآن جناب محمد رسول اللہ ﷺ اس پر عمل کرتے اور اپنے صحابہ سے بھی عمل کرواتے۔

دوسری قسم:

وہ روایات جن میں انتفاع میت یعنی میت کے ایصال ثواب کے لیے صدقہ وخیرات کرنے کا ذکر ہے۔ جیسا کہ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ایک باغ اپنی والدہ کی طرف سے صدقہ کیا تھا جو ان کی عدم موجودگی میں فوت ہوگئی تھی۔ [بخاری: ۲۷۵۶، ۲۷۶۲]

گیارھویں خور اس قسم کی روایات کو دلیل بنا کر کہتے ہیں کہ ہم بھی امت کے ایک بہترین شخص شیخ عبدالقادر جیلانی کی روح پر فتوح کو ثواب پہنچانے کی غرض سے گیارھویں دلاتے ہیں۔ گیارھویں خوروں کی اس دلیل کا جواب گذشتہ سطور میں بیان ہو چکا ہے۔

تیسری قسم:

جب ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے بعد قرآن وحدیث سے گیارھویں کا کوئی ثبوت نہیں ملتا تو پھر من گھڑت عجیب وغریب قسم کی گردانیں سنانا شروع کر دیتے ہیں کہ جب فلاں پیدا ہوا تو دن دسواں اور رات گیارھویں تھی، گردان ملاحظہ فرمائیں۔

دن دسواں اور رات گیارھویں:

قلم قدرت کو پیدا فرمانے کا دن
دن دسواں اور رات گیارھویں
لوح محفوظ پیدا فرمانے کا دن
دن دسواں اور رات گیارھویں
قلم کا لوح محفوظ پر تقدیر عالم لکھنے کا دن
دن دسواں اور رات گیارھویں
ساتوں زمینوں کو بنائے جانے کا دن
دن دسواں اور رات گیارھویں
اللہ تعالیٰ کا عرش پر غلبہ فرمانے کا دن
دن دسواں اور رات گیارھویں
سورج کو پیدا فرما کر منور کرنے کا دن
دن دسواں اور رات گیارھویں
چاند کو پیدا فرما کر تابانی بخشنے کا دن
دن دسواں اور رات گیارھویں
ستاروں کو پیدا فرما کر روشنی دینے کا دن
دن دسواں اور رات گیارھویں
آسمانوں کو چاند، ستاروں اور سورج سے زینت ملنے کا دن
دن دسواں اور رات گیارھویں
پہاڑوں کو زمین کی میخیں بنانے کا دن
دن دسواں اور رات گیارھویں
سمندروں اور دریاؤں کو پیدا کرنے کا دن
دن دسواں اور رات گیارھویں
جنت کو پیدا فرمانے کا دن
دن دسواں اور رات گیارھویں
دوزخ کو پیدا فرمانے کا دن
دن دسواں اور رات گیارھویں
حوض کوثر کو پیدا فرمانے کا دن
دن دسواں اور رات گیارھویں
حوریں پیدا فرمانے کا دن
دن دسواں اور رات گیارھویں
غلمان پیدا فرمانے کا دن
دن دسواں اور رات گیارھویں
فرشتے پیدا فرمانے کا دن
دن دسواں اور رات گیارھویں
رضوان پیدا فرمانے کا دن
دن دسواں اور رات گیارھویں
جنت کے محلات تعمیر فرمانے کا دن
دن دسواں اور رات گیارھویں۔
حضرت آدمؑ کی توبہ قبول فرمانے کا دن
دن دسواں اور رات گیارھویں
حضرت ادریسؑ کو مکان بلند ملنے کا دن
دن دسواں اور رات گیارھویں

اس طرح اور بھی بہت ساری فضیلتیں ہیں، دسویں دن اور گیارھویں رات کی فضیلتوں اور خصوصیتوں کا اگر پوری تفصیل سے ذکر کیا

جائے تو ہزاروں صفحات میں بھی نہیں سما سکتا۔ مختصر طور پر خاکہ پیش کر دینے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ [گیارہویں شریف: ص ۳۱۰ تا ۳۱۲]

اکثر قوالیوں میں بھی اس گردان کا بڑا ورد کیا جاتا ہے حالانکہ تقریباً نوے فیصد یہ گردان بناوٹی اور من گھڑت ہے۔ قرآن وحدیث سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اگر بالفرض یہ ساری باتیں ثابت بھی ہو جائیں تو تب بھی ان کا مروجہ گیارہویں سے کوئی جوڑ نہیں بنتا اور نہ ہی ان سے گیارہویں ثابت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اگر ان سے گیارہویں ثابت ہوتی تو جناب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے اس پر کیوں نہ عمل کیا؟ تابعین، تبع تابعین اور دیگر سلف صالحین نے اسے کیوں نہ معمول بنایا جبکہ وہ خیر کے کاموں میں سبقت لے جانے والے تھے۔

چوتھی قسم:

گیارہویں خور جب ہر طرف سے لاجواب ہو جاتے ہیں تو بجائے اس کے کہ حق تسلیم کر کے گیارہویں خوری چھوڑ دیں۔ الٹا عوام کالانعام کو بیوقوف بنانا اور الکل پچو مارنا شروع کر دیتے ہیں کہ جی دیکھو حضور ﷺ اور عشرہ مبشرہ کے دس صحابہ کو ملا کر گیارہویں ثابت ہو جاتی ہے۔

اسی طرح ایک گیارہویں خور بڑی وزنی دلیل پیش کرتے ہوئے اپنی بارات سے گیارہویں ثابت کرنے کی کوشش کی۔ کہنے لگا: لوگو! میں گیارہویں کا ایک اور ثبوت پیش کرنے لگا ہوں، غور سے سنو، کان کھول کر بیٹھو، پھر نہ کہنا کہ ہمیں کسی نے گیارہویں کے متعلق کچھ بتایا نہیں تھا۔

لو سنو! گیارہویں شریف میری بارات سے ثابت ہے کیونکہ میری بارات میں ایک مرے والد صاحب تھے اور ایک چچا صاحب اور دو میرے بھائی تھے جبکہ چھ دوسرے رشتہ دار، یہ کل دس افراد ہوئے اور گیارہواں میں خود، میں خود...... میں خود۔

[بدعت اور بدعتی از مومن خان عثمانی ص ۳۰۳]

اسی قسم کا ایک اور واقعہ جناب پروفیسر اکرم نسیم چچہ نے بھی تفہیم توحید ص ۱۴۶، ۱۴۷ پر بیان کیا ہے کہ مولوی عنایت اللہ سانگلوی نے ایک مرتبہ رتہ جھول ضلع سیالکوٹ میں ایک جلسہ گاہ میں بڑھکیں لگاتے ہوئے گیارہویں کا عجیب ہی ثبوت پیش کیا، کہنے لگا کہ گیارہویں شریف کا ثبوت تو گھر گھر میں موجود ہے لیکن ان اندھے وہابیوں کو نظر نہیں آتا۔ سامعین نے حیرت سے کان کھڑے کر لیے کہ دیکھیں بھلا گیارہویں کا کونسا ایسا ثبوت ہے جو ہر گھر میں موجود ہے۔ فرمانے لگے: کیا ہر گھر میں چار پائی نہیں ہوتی؟ جی ہوتی ہے، جواب آیا۔ کہنے لگا: گنتی کرو، دو دراز و اور دو بازو کتنے ہوئے؟ جی چار اور چار پائے بھی شامل کر لو، اب کتنے ہوئے؟ جی آٹھ۔ ایک پائنتی اور ایک تندی کتنے ہو گئے؟ جی دس (زور سے آواز آئی) اور ایک چار پائی کے اوپر سونے والا بتاؤ، اب کتنے ہوئے؟ جی گیارہ اور اس کے ساتھ ہی نعرہ حیدری اور نعرہ غوثیہ جیسے مشرکانہ نعرے گونجنے لگے۔

اب جہاں ایسی ہرزہ سرائی کرنے والا واعظ ہو اور سننے والے ایسے جاہل ہوں، تو وہاں دین حق کی وہی حالت ہو گی جو ان لوگوں نے بنا رکھی ہے۔

☆......☆......☆

مناظرہ

مرکز ابن الخطاب الاسلامی الہ آباد کے طلباء کے مابین بعد از نماز ظہر 19 مئی 2010ء بروز بدھ کو علمی وتحقیقی مناظرہ رکھا گیا، جس کا موضوع تھا" کیا نبی اکرم ﷺ حاضر وناظر ہیں، یا نہیں؟"

فریقین میں سے فریق اول کا موقف تھا کہ نبی اکرم ﷺ حاضر وناظر ہیں جبکہ فریق ثانی کا موقف تھا کہ نبی اکرم ﷺ حاضر وناظر نہیں ہیں فریق اول کی طرف سے مناظر طالبعلم درجہ ثالثہ کے شہزاد شکیل اور معاون معتصم باللہ درجہ خامسہ تھے۔ فریق ثانی کی طرف سے مناظر طالبعلم درجہ ثالثہ صابر علی اور معاون درجہ خامسہ عبدالسلام عاصم تھے۔

فریق اول کی جانب سے مشرف مرکز کے اساتذہ میں سے مولانا عمر فاروق اور مولانا یاسین عابد تھے۔ فریق ثانی کی طرف سے مشرف مرکز کے اساتذہ میں سے قاری نصیر احمد ناصر اور حافظ سمیع اللہ تھے۔ جس میں ججز حضرات کا فیصلہ حتمی تھا اور انہوں نے دلائل نقلیہ، دلائل عقلیہ، حوالہ جات اور انداز بیان اور حاضر جوابی کو مدنظر رکھ کر نمبر دیئے اور کل 10 ٹرنیں تھیں، پہلی اور آخری ٹرن دس دس منٹ کی تھی، درمیانی ٹرنیں پانچ پانچ منٹ کی تھیں۔ کل نمبر 400 تھے۔ ججز حضرات مولانا اکبر سلیم رئیس مرکز ہذا، مولانا عبدالغفور رؤف شیخ الحدیث دارالسلام ڈھولن سٹھاڑ اور ماسٹر امید خاں تھے۔

آخر میں مولانا اکبر سلیم رئیس مرکز ہذا نے طلباء کو بہت ہی اچھے انداز میں فیصلہ سنایا تاکہ فریقین میں سے کسی کی دل شکنی نہ ہو۔ فریق اول کے کل نمبر 287 اور فریق ثانی کے 380 نمبر تھے۔ جبکہ فریق ثانی 380 نمبر حاصل کر کے پہلی پوزیشن حاصل کی اور رئیس ادارہ نے طلباء کو سند و نصائح اور کتب کی صورت میں حوصلہ افزائی فرمائی۔ ☆☆☆

تبصرہ کتاب

تبصرہ نگار: عبدالرشید عراقی

نام کتاب: مولانا عبدالتواب محدث ملتانیؒ (حیات، خدمات، آثار)
تالیف: مولانا حافظ ریاض احمد عاقب — صفحات: ۲۹۳
قیمت: ۳۰۰/- روپے — ناشر: مرکز ابن القاسم الاسلامی، ملتان

حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) نے دہلی میں ۶۲ سال تک قرآن وحدیث کی تدریس فرمائی اور اس ۶۲ سالہ دور میں ہزاروں طلباء آپ سے مستفید ہوئے، ان کا شمار ممکن نہیں۔ لایعلم جنود ربک الاھو.

میاں صاحب کے تلامذہ نے برصغیر (پاک وہند) میں پھیل کر دین اسلام کی نشر واشاعت اور کتاب وسنت کی ترقی وترویج میں گرانقدر خدمات انجام دیں اور یہ خدمات ہماری تاریخ اہل حدیث کا ایک زرین باب ہے۔

درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں برصغیر کے علمائے اہل حدیث نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں اور اس وقت دے رہے ہیں۔ اس کا اعتراف عالم اسلام کے نامور علمائے کرام نے کیا ہے۔

علامہ سید رشید رضا مصری صاحب تفسیر المنار (م ۱۳۵۴ھ) لکھتے ہیں: ولولا عناية اخواننا علماء الهند بعلوم الحديث فى هذا العصر لقضى عليها بالزوال من امصار الشرق فقد ضعفت فى مصر والشام والعراق والحجاز منذ القرن العاشر للهجرة حتى بلغت منتهى الضعف فى اوائل هذا القرن الرابع عشر. ہندوستان کے علمائے حدیث نے علوم حدیث کی طرف خصوصی توجہ دی۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو شاید یہ علم مشرق کے ممالک سے مٹ جاتا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مصر، شام، عراق اور حجاز میں دسویں صدی ہجری سے یہ زوال پذیر تھا اور چودھویں صدی کے آغاز میں تو ضعف کی انتہا تک پہنچ چکا تھا۔
[مفتاح کنوز السنة (مقدمه) طبع قاهره ۱۳۵۳ھ]

شام کے ایک اور عالم علامہ محمد منیر دمشقی (م ۱۳۶۹ھ) برصغیر (پاک وہند) کی تحریک اشاعتِ علوم حدیث کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں وهى نهضة عظيمة اثرت على باقى البلاد الاسلامية فاقتدر بها غالب البلاد الاسلامية فى طبع كتب الحديث والتفسير. یہ وہ عظیم الشان تحریک ہے جس نے دوسرے اسلامی ممالک پر بھی اثر ڈالا، چنانچہ بلاد اسلامیہ میں ان ہی کی اقتداء کرتے ہوئے حدیث وتفسیر کی کتابیں شائع کی جارہی ہیں۔ [نموذج من الاعمال الخيرية ص ۶۸]

حدیث کی نشر واشاعت (تدریسی وتصنیفی) میں حضرت میاں صاحب کے تلامذہ نے جو گرانقدر خدمات انجام دیں۔ اگر ان کا تذکرہ تفصیل سے کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے۔ ذیل میں ایک مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے۔ مولانا شمس الحق ڈیانوی (م ۱۳۲۹ھ) نے سنن ابی داؤد کی دو شرحیں بنام غاية المقصود اور عون المعبود لکھیں۔ مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری (م ۱۳۵۳ھ) نے جامع ترمذی کی شرح تحفة الاحوذی لکھی۔ مولانا سید احمد حسن دہلوی (م ۱۳۳۸ھ) نے مشکوٰۃ المصابیح اور بلوغ المرام کے حواشی لکھے۔ مولانا عبدالوہاب صدری دہلوی (م ۱۳۵۱ھ) نے بھی مشکوٰۃ المصابیح کا حاشیہ لکھا۔ مولانا بدیع الزمان حیدرآبادی (م ۱۳۰۴ھ) اور انکے بھائی مولانا وحید الزمان حیدرآبادی (م ۱۳۳۸ھ) نے صحاح ستہ کے اردو میں تراجم کیے، ان کے علاوہ میاں صاحب کے اور کئی تلامذہ مثلاً مولانا عبدالاول غزنوی (م ۱۳۳۱ھ) مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی (م ۱۳۸۱ھ) مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی (م ۱۳۳۹ھ) مولانا حافظ ابراہیم آروی (م ۱۳۱۹ھ) مولانا محمد بن ہاشم سواتی (م ۱۳۱۵ھ) وغیرہم نے خدمت حدیث میں بے مثال و بے نظیر خدمات انجام دیں۔

مولانا عبدالتواب محدث ملتانی (م ۱۳۶۶ھ) کا شمار حضرت میاں صاحب کے ارشد تلامذہ میں ہوتا ہے۔ ان کی حدیث سے متعلق تدریسی وتصنیفی خدمات برصغیر کی تاریخ اہلحدیث کا ایک سنہری باب ہے۔ مولانا عبدالتواب اپنے دور کے ایک جید عالم دین، محدث، مدرس اور صاحب تصنیف تھے۔ حدیث اور متعلقات حدیث پر ان کی نظر وسیع تھی۔ انکی وسعتِ نظر اور تبحر علمی کا اندازہ انکی تصانیف کے مطالعہ سے ہوتا ہے۔

مولانا حافظ ریاض احمد عاقب حفظہ اللہ نے مولانا عبدالتوابؒ پر یہ کتاب مرتب کرکے ایک عظیم علمی خدمت انجام دی ہے۔ اس کتاب میں مصنف علام نے مولانا مرحوم ومغفور کے خاندان، ان کے معاصر ملتانی علماء کے حالات، تلامذہ، خدمات، اوصاف حمیدہ اور مولانا کے بارے میں مختلف علمائے کرام کے مقالات وتاثرات اور آخر میں 'الاسانید والاجازات' اور کتاب کے آغاز میں ملتان کی تاریخی، جغرافیائی، سیاسی اور مذہبی حالت پر روشنی ڈالی ہے۔ کتاب کے آغاز میں مولانا محمد رفیق اثری نے تقدیم اور مورخ اہلحدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی نے حرفے چند کے عنوان سے کتاب اور صاحب کتاب کے بارے میں تعارف کرایا ہے۔

اس کتاب کا ہر لائبریری میں موجود ہونا بہت ضروری ہے، خاص کروہ حضرات جن کو شخصیات سے دلچسپی ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے، اس کی قیمت بھی مناسب ہے اور اس کی طباعت بھی بڑی عمدہ اور نفیس ہے، صفحہ ۴۱ پر حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی، حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی اور استاد پنجاب حافظ عبدالمنان محدث دہلویؒ کے سن وفات صحیح نہیں لکھے گئے۔ صحیح سن وفات شاہ عبدالقادر دہلوی کا ۱۲۳۰ھ ہے۔ شاہ رفیع الدین دہلوی کا ۱۲۳۳ھ ہے اور حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی کا ۱۳۳۴ھ ہے۔

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL-E-HADITH
فون جنرل (042) 5854010
فون مدیر اعلیٰ 6581025 (042)
تنظیم اہلحدیث
C.P.L - 104

جماعت اہل حدیث کا معروف قدیم تعلیمی ادارہ

جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور

کتاب وسنت اور سلف صالحین کی روایات کا علمبردار

تمام احباب جانتے ہیں کہ جامعہ اہل حدیث لاہور جماعت اہلحدیث کا قدیم ترین دینی ادارہ کتاب وسنت کی تعلیم وترویج میں مصروف عمل ہے جس میں اس وقت تقریباً تین صد طلبا زیر تعلیم ہیں ان کی تعلیم وتربیت کے لیے 22 محنتی اور قابل اساتذہ کرام مامور ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جامعہ ہذا مندرجہ ذیل شعبوں پر مشتمل ہے۔ (۱) تحفیظ القرآن (۲) شعبہ تجوید وقراءت (۳) درس نظامی (۴) وفاق المدارس (۵) دارالافتاء (۶) تصنیف وتالیف (۷) فن مناظرہ (۸) دعوت وارشاد (۹) کمپیوٹر (۱۰) میٹرک، ایف اے تا بی اے تک عصری تعلیم کا معقول بندوبست ہے۔

سالانہ اخراجات: جامعہ کا سالانہ خرچ جس میں طلبا کے قیام وطعام، ادویات، صابون، اساتذہ وملازمین کی تنخواہوں سمیت تقریباً 55 لاکھ سے تجاوز کر چکا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے پورا ہوتا ہے۔ اس لیے

گندم کی کٹائی کے موقع پر احباب سے خصوصی اپیل کی جاتی ہے

کہ عشر نکالتے وقت جامعہ کے طلباء کے لیے زیادہ سے زیادہ حصہ پہنچا کر اجر عظیم حاصل کریں، تا کہ حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ، حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ اور حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کا لگایا ہوا پودا پھلا پھولا رہے اور تا ابد قائم ودائم رہے۔

اللہ کریم ہمارے نیک اعمال قبول فرمائے۔ آمین

حافظ عبدالغفار روپڑی

مدیر جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور

فون: 7670968 / 042-7656730 فیکس: 042-7659847